سُود
حرمت۔ خباثتیں۔ اشکالات

شعبہ تصنیف و تالیف

انجمن خدام القرآن سندھ‘ کراچی

شائع کردہ:
مکتبہ خدّام القرآ ن لاہور
36۔کے‘ ماڈل ٹاؤن لاہور ۔ فون:35869501-3

انتساب

ان باہمت حضرات وخواتین کے نام
جوحکمِ قرآنی
وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ( الحج: 78)
پر عمل کرتے ہوئے اور
اپنی بہترین صلاحیتیں لگاتے ہوئے
نظامِ باطل کے خاتمے اور دینِ حق کے غلبے
کے لیے مال وجان سے جہاد کر رہے ہیں۔

فہرست

1
پیش لفظ

2
پاکستان میں انسدادِ سود ۔ کاوشیں اور حکومتی کردار

3
ربا کیا ہے؟

4
حرمتِ سود ۔۔۔ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

5
حرمتِ سود۔۔۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

6
سود کی خباثتیں

7
اعتراضات اور جوابات

8
لائحہ عمل

پیش لفظ

24جون2002ء کا دن اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی تاریخ کاسیا ہ ترین دن تھا۔ اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے 14نومبر 1991ء کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے حوالے سے تیس برس کی محنتوں کو بالکل صفر کردیا۔حالانکہ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عقائد کے اعتبار سے بد ترین گناہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ(بغیر توبہ کے) کبھی معاف نہیں فرمائے گا (النساء ‘ آیات 48 اور 116 ) اور عمل کے اعتبار سے قبیح ترین گناہ سودی لین دین ہے ‘جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺکی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔(البقرہ‘ آیت 279 )
سپریم کورٹ کافیصلہ حکومتِ وقت کی خواہشات کے عین مطابق اور ا س کی طرف سے دباؤ کا نتیجہ ہے۔لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص دینی و مذہبی حلقوں کی طرف سے اس فیصلے کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا: ؂
وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!
سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کو ئی احتجاج نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بحیثیت مجموعی ہماری دینی غیرت و حمیت بالکل مر چکی ہے۔لہٰذا انتہائی ضروری ہے کہ :
(i)
مسلمانانِ پاکستان کی غیرتِ دینی کو بیدار کیا جائے ۔
(ii)
سود کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے۔
(iii)
سود کی خباثتوں اور تباہ کاریوں سے ان کو آگاہ کیا جائے ۔
(iv)
سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے جنہوں نے بہت سے ذہنوں میں انتشار پیداکردیا ہے۔
یہ کتاب مندرجہ بالا مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے۔اس کتاب کی تیاری میں انجمن خدام القرآن سندھ‘ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف نے حسبِ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے :
تفاسیر:
(i)
بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانویؒ

(ii)
معارف القرآن از مولانامفتی محمد شفیع ؒ

(iii)
تفہیم القرآن از مولاناسید ابو الاعلیٰ مودودیؒ

(iv)
احسن البیان از مولانا صلاح الدین یوسف
کتب:
(i)
سود کی متبادل اساس از شیخ محمود احمد مرحوم

(ii)
مسئلۂ سود اور غیر سودی مالیات از محمد اکر م خان

(iii)
پاکستان کی معیشت سے سود کے خاتمے کے لیے اسلامی نظر یاتی کونسل کی رپورٹ کا خلاصہ از ڈاکٹر تنزیل الرحمن

(iv)
اسلامی بینکاری (انگریزی) از ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی

(v)
پاکستان میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار اور ان کا اثر و رسوخ (خطاب) از ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبو ل فرمائے اور ہمیں وہ دن نصیب فرمائے جب اسلامی جمہوریۂ پاکستان واقعی اسلامی مملکت بن جائے۔آمین!

نوید احمد
اکیڈمک ڈائر یکٹر
انجمن خدّ ام القرآن سندھ‘ کراچی

پاکستان میں انسدادِ سود
کاوشیں اور حکومتی کردار

1969ء : اسلامی مشاورتی کونسل نے ڈھاکہ میں اپنے اجلاس منعقدہ دسمبر 1969ء میں اسٹیٹ بینک کے استفسار پر ملک میں رائج نظامِ بینکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں ‘ سیونگ سرٹیفکیٹس ‘ پرائز بانڈز ‘ پوسٹل لائف انشورنس اسکیم وغیرہ کو سودی قرار دیا اور علماء و ماہرین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز دی جو غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کر سکے۔
1973ء : دستورِ پاکستان کی دفعہ 37 میں طے کیا گیا کہ ملک کی اقتصادیات کو سود ی لین دین سے جلد از جلدپاک کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔دستور میں واضح طور پر کہا گیا کہ 9 سال کے عرصہ میں ملک کے پورے قانونی‘ معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔
1977ء : 29 ستمبر کو صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیرسودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کا م تفویض کیا۔کونسل نے نامور ماہرینِ اقتصادیات اور بینکاروں پر مشتمل ایک 15 رکنی پینل قائم کیا‘جس نے شب و روز محنت کرکے سفارشات مرتب کیں۔
1980ء: 25 جون 1980ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کوشش سے اس رپورٹ کو استفادۂ عام کے لیے شائع کر نے کی اجازت دے دی گئی۔اس رپورٹ کا خلاصہ صدیقی ٹرسٹ( المنظر اپارٹمنٹس‘ 458 گارڈن ایسٹ ‘ نزد لسبیلہ چوک کراچی) نے شائع کیا۔
1981 ء :ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی‘ لیکن یہ پابندی لگا دی گئی کہ دس سال تک ملک کے مالی معاملات عدالت کے دائرۂ کار سے باہر رہیں گے۔سود کے متبادل کے طور پر بینکوں میں مار ک اپ اور PLS کھاتوں کے نام سے نظام قائم کیا گیاجسے علماء کرام نے سود ہی کی ایک صورت قرار دیا۔
1988ء :15 جون1988ء کو صدر ضیاء الحق نے نفاذِ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا اور پروفیسر ڈاکٹر احسان رشید (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔اس کمیشن نے ایک سال تک کام کیا‘ مگر بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں اس آرڈیننس کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور یہ کمیشن بھی ختم ہوگیا۔
1991ء: نواز شریف کے حکم سے ایک کمیٹی پروفیسر خورشید احمد کی سربراہی میں غیر ملکی قرضوں سے نجا ت اور خود انحصاری کے لیے قائم کی گئی جس نے ایک قلیل عرصے میں خاصا کام کرکے اپنی رپورٹ 10اپریل 1991ء کو پیش کی۔
11 مئی1991ء کو نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لیے گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔اس کمیشن نے خاصا کام کیا‘مگر پھر بے نظیربھٹوکے دوسرے دورِحکومت میں اس کمیشن کا کام تعطل کا شکار ہوگیا۔ نواز شریف نے اپنے اس پہلے دورِ حکومت میں مولانا عبد الستا ر خان نیازی کی قیادت میں ایک کمیٹی کو غیر سودی معیشت کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا۔اس کمیٹی نے بھی اپنی مرتب کردہ سفارشات پیش کیں۔14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمن کی سربراہی میں طویل سماعت کے بعد Bank Interestکو ’ربا‘ قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی ‘تاکہ وہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کر دے ۔ عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت ‘ وکلاء اور علماء پیش ہوئے ۔
نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہوسکی‘ لہٰذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔
1997ء: 23 فروری 1997ء کو نواز شریف حکومت نے ملک سے سود کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا۔ تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہوسکی۔
1999ء: سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر1999ء کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی تو ثیق کی اور حکومت کو خاتمۂ سود کے لیے 30جون2001ء تک کی مہلت دی۔ حکومت نے رازداری سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرکاری بینک UBLکے ذریعے نظر ثانی کی اپیل دائر کردی۔
2001ء: جون 2001ئمیں حکومت نے UBLکے ذریعے سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمہ کے لیے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزیدایک سال کی مہلت دے دی۔
2002 ء: ماہِ مئی 2002ئکے اوائل میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ اب حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو Bank Interest کو ’ربا‘ نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس موقف پر حسبِ ذیل اخباری اشتہار کے ذریعے اپنے ردِّ عمل کا اظہار کیا:
’’ ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کررہی ہیں‘ اوردوسری جانب ہماری حکومت اللہ‘اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے کے لیے نت نئی چالیں سوچ رہی ہے!!
پاکستان کی دینی و مذہبی قیادت

ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان کے اس بیان کا سنجیدگی سے نوٹس لے کہ :
’’اَوّلاً امتناعِ سود کے ضمن میں نظر ثانی کی اپیل پر زور دیاجائے گا اور ایسے ’’علماء‘‘ کی آراء سے استفادہ کیا جائے گا جو بینک کے سود کو ’’ربا‘‘ نہیں سمجھتے اور ثانیاً بعض ایسے مسلم ملکوں کی مثالوں سے راہنمائی حاصل کی جائے گی جہاں غیر سودی کے ساتھ ساتھ سودی بینکنگ بھی جاری ہے!‘‘
اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرے کہ 30 جون سے پہلے پہلے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآ مد کو یقینی بنایا جائے!!
واضح رہے کہ اس موقع پر علماء و مشائخ اور دینی ومذہبی جماعتوں کی خاموشی سے ان پر قرآن حکیم کے یہ الفاظ صادق آ جائیں گے کہ : (لَوْ لَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَط)(المائدۃ:۶۳)یعنی’’ کیوں نہیں روکتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے؟‘‘
بدقسمتی سے ملک کی دینی و مذہبی قیادت نے ڈاکٹر صاحب کی اپیل پر کوئی توجہ نہ دی اور حکومت نے اگلے قدم کے طور پر عالمی سطح کے معروف عالمِ دین اور فقیہہ جسٹس تقی عثمانی صاحب کو بغیر کوئی وجہ بتائے سبکدوش کردیا اور ان کی جگہ دو غیر معروف حضرات کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کا جج مقرر کردیا۔
6جون سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے UBLکی طرف سے دائرکردہ نظر ثانی کی اپیل کی سماعت شروع کی۔سپریم کورٹ کے قواعد کے مطابق کسی فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی اپیل کی سماعت وہی بنچ کر سکتا ہے جس نے وہ فیصلہ دیا ہو۔ لیکن اس قاعدے کی خلاف ورزی کی گئی اور ایک ایسے بنچ نے اپیل کی سماعت کی جو سرے سے اس کا مجاز ہی نہ تھا۔ دینی جماعتوں کے وکلاء نے پہلے روز بنچ کی تشکیل کے حوالے سے یہ اعتراض اٹھایا اور عدالت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وہ سماعت سے قبل ان تمام فریقوں کو نوٹس دے جو اس سے قبل اس معاملہ میں فریق رہے ہیں۔عدالت نے جواب دیا کہ وہ پہلے اپیل کے قابلِ سماعت ہونے کا جائزہ لے گی اور پھر سماعت شروع کرے گی ‘لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔
سماعت کے دوران سرکاری وکلاء نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کے 1999ء کے فیصلے کے خلاف چند نئے نکات اٹھائے۔ عدل کا تقاضا تھا کہ ان نکات کے جواب تیار کرنے اور پھر تفصیلی سماعت کے لیے عدالت علماء اور دینی جماعتوں کے وکلاء کو وقت دیتی‘ لیکن عدالت نے عجلت سے کام لیتے ہوئے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کے دسمبر1999ء کے تاریخ ساز فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور معاملے کو دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ کی طرف referکر دیا کہ وہ از سرِ نو تمام معاملات پر نظرثانی کرے۔ گویا اس طرح اب تک کی جملہ پیش رفت پر بیک جنبش قلم خط تنسیخ پھیر دیا گیا اور قوم کو ایک غیر معینہ مدت تک کے لیے سودی شکنجے میں جکڑا رہنے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف علم بغاوت بلند کیے رکھنے کے عذاب میں مبتلا رہنے کا سامان فراہم کر دیا گیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

ربا کیا ہے؟
قرآنِ حکیم میں میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
( وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ ) (البقرۃ:۲۷۹)
’’اور اگر تم ( سود سے) باز آجاؤ تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال(principal)‘‘۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :
(( کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبَا))
’’ قرض پر لیا گیا اضافہ رباہے ‘‘۔ (الجامع الصغیر‘بحوالہ معارف القرآن )

اس آیتِ قرآنی اورارشادِ نبوی ؐ کی روشنی میں فقہاء نے ’’ربا‘‘ کی تعریف یوں بیان کی ہے :
ھُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْہِ الْاَجَلُ وَ زِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ
’’ ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا ‘‘۔ (احکام القرآن از امام جصّاص)

حرمتِ سود
آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں
-1 سورۃ الروم ‘ آیت39 (نزول 6نبویؐ)
(وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِج وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓءِکَ ہُمُ الْمُضْعِفُوْنَm)
’’اورتم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگو ں کے مال میں ‘سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں ‘اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے ‘‘۔
2۔ سورۂ آلِ عمران ‘آیت 130 (نزول 3ہجری )
(یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَاْکُلُوا الرِّبآوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃًص وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ Z وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَa)
’’اے ایمان والو! مت کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا ‘اور اللہ کی نا فرمانی سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔ اوربچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے‘‘۔
3۔ سورۃ النساء ‘ آیات161-160 (نزول5ہجری)
(فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ہَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْہِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَہُمْ وَبِصَدِّہِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًاD وَّاَخْذِہِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُہُوْا عَنْہُ وَاَکْلِہِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِط وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا)
’’پس یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں جو پہلے ان پر حلال تھیں ‘اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے بہت زیادہ‘ اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے حالانکہ اُن کو اس سے منع کیا گیا تھا ‘اوراس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق ۔اورتیار کر رکھا ہے ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے درد ناک عذاب‘‘۔
4۔ سورۃ البقرۃ ‘آیات 276 -275 (نزول 9ہجری)
(اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لاَ یَقُوْمُوْنَ اِلاَّ کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّط ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ قَالُوْآ اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۷ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰواط فَمَنْ جَآءَ ہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَط وَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓءِکَ اَصْحٰبُ النَّارِج ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَO یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍP)
’’جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے(روزِ قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسے ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے ربّ کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا‘ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے ‘اور جو کوئی پھر سود لے گاتووہی لوگ ہیں دوزخ والے ‘وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ اور اللہ پسند نہیں کرتا ہرناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو‘‘۔
5 ۔ سورۃ البقرۃ ‘آیات 281-278 (نزول 9ہجری)
(یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبآوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَR فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ‘وْسُ اَمْوَالِکُمْج لاَ تَظْلِمُوْنَ وَلاَ تُظْلَمُوْنَS وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَT وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِقف ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَہُمْ لاَ یُظْلَمُوْنَU)
’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے با قی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤلڑنے کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے۔ اور اگر تو بہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے ۔اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک ۔اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہار ے لیے اگر تم سمجھو۔اور ڈرتے رہو اُس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورابدلہ دے دیا جائے گا ہرشخص کو اُس کاجو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہو گا ‘‘۔

حر متِ سود
احا دیث مبا رکہ کی روشنی میں

1۔ عَنْ جَا بِرٍ رضی اللہ عنہ : قَالَ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَا ھِدَیْہِ وَقَالَ : ((ھُمْ سَوَاءٌ )) (مسلم )
حضرت جا بر رضی اللہ عنہ سے روا یت ہے‘ کہتے ہیں کہ رسو ل اﷲﷺ نے لعنت فر ما ئی سود لینے اور کھا نے وا لے پر اور سود دینے اور کھلا نے وا لے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گوا ہو ں پر۔ اور آپ ؐ نے فر ما یا:’’(گنا ہ کی شرکت میں ) یہ سب برا بر ہیں‘‘۔
2 ۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ ص رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ)) (ابن ما جہ )
حضرت ابو ہریر ہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ کہتے ہیں کہ اﷲ کے رسو لﷺ نے فر ما یا:’’سو د خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ ان میں ادنیٰ اور معمو لی ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے‘‘۔
3 ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْظَلَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((دِرْھَمٌ رِبًا یَّاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَ ھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ زَنْیَۃً)) ( مسند احمد)
حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺنے فرمایا :’’ سود کاایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے ‘چھتیس بارزنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے‘‘۔
4۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا: یَا رَسُولَ اﷲِ وَمَاھُنَّ ؟قَالَ: ((اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اﷲُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) (متفق علیہ)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روا یت ہے‘ کہتے ہیں کہ اﷲ کے رسو لﷺ نے فر ما یا:’’ سا ت مہلک اور تباہ کن گنا ہو ں سے بچو !‘‘صحابہ کرامؓ نے پوچھا :یا رسو ل اﷲ ؐ! وہ کو ن سے سات گنا ہ ہیں ؟آپ ؐ نے ارشاد فر ما یا :’’اﷲ کے سا تھ کسی کو شریک کر نا‘ اور جا دو کر نا‘اور ناحق کسی کو قتل کرنا‘اور سود کھا نا‘اور یتیم کا ما ل کھا نا‘اور (اپنی جا ن بچا نے کے لیے ) جہا د میں لشکر اسلا م کا سا تھ چھوڑ کر بھا گ جا نااور پا ک دا من بھو لی بھا لی مؤمن عورتوں پر زنا کی تہمت لگا نا ‘‘۔
5 ۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَتَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَا رِجِ بُطُوْ نِھِمْ‘ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَا ءِ یَا جِبْرَائیِْلُ ؟ قَالَ: ھٰؤُلَاءِ اَکَلَۃُ الرِّبَا)) (ابن ما جہ )
حضرت ابو ہریر ہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ کہتے ہیں کہ اﷲ کے رسو لﷺ نے فرمایا: ’’معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طر ح تھے‘جن میں سانپ بھرے ہو ئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔میں نے پو چھا جبرا ئیل! یہ کون لو گ ہیں ؟ انہو ں نے بتلا یا یہ سود خو ر لو گ ہیں‘‘۔
6 ۔ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ : ((رَأَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ رَجُلاً یَسْبَحُ فِیْ نَھْرٍ وَیُلْقَمُ الْحِجَارَۃَ‘ فَسَاَلْتُ مَا ھٰذَا؟ فَقِیْلَ لِیْ: آکِلُ الرِّبَا))‘(مسند احمد)
حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ‘کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا: ’’معرا ج کی رات میں نے دیکھا کہ ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیاہے؟ مجھے بتا یا گیا کہ یہ سو د کھانے والاہے‘‘۔
7 ۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِنَّ الرِّبَا وَاِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ تَصِیْرُ اِلٰی قُلٍّ)) (ابن ما جہ ‘ مسند احمد)
حضرت عبداﷲ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ‘کہتے ہیں کہ رسو ل اﷲﷺ نے فر ما یا: ’’سود اگر چہ کتنا ہی زیا دہ ہو جا ئے لیکن اس کا آخری انجا م قلت اور کمی ہے‘‘۔
8 ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ : ((لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّا سِ زَمَانٌ لَّا یَبْقٰی مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا آکِلُ الرِّبَا‘ فَاِنْ لَّمْ یَاْ کُلْ اَصَا بَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ)) (ابوداوٗد‘ ابن ما جہ )
حضرت ابوہریر ہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اﷲ کے رسو لﷺسے مروی ہے: ’’یقیناًلوگوں پرایک ایسا زمانہ آئے گاکہ کو ئی نہ بچے گا لیکن وہ سو د کھانے وا لا ہو گا‘ جو خود سود نہ کھا تا ہو گا تو اس کا غبا ر ضرور اُس کے اند رپہنچے گا۔‘‘
-9 عَنْ عُبَادَۃ بْنِ الصَّامِتِص قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبِرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ‘ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ ھٰذِہِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوا کَیْفَ شِءْتُمْ اِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ)) ( مسلم)
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:’’سونا سونے کے بدلے ‘ چاندی چاندی کے بدلے ‘ گندم گندم کے بدلے‘ جو جو کے بدلے‘ کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد و نقد ہوں۔ جب یہ اصناف مختلف ہوں تو پھر نقد کی صورت میں جیسے چاہو تجارت کرو۔‘‘
اس حدیث طیبہ میں رسول اللہﷺ نے ان اشیاء میں کسی جنس کے باہمی تبادلے کی صورت میں برابر ہونے کی صراحت فرمائی۔ مزید تاکید پیدا کرنے کے لیے الفاظ کو تکرار کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مثلاً مثل کی ’’سواءً بسواءٍ ‘‘کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔ کمی بیشی کی اجازت مختلف اصناف کی صورت میں دی ہے۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ان چھ چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: ((مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبَی الْآخِذُ وَالْمُعْطِی فِیْہِ سَوَاءٌ)) (مسلم)’’یہ چیزیں برابر برابر اور نقد ہوں ‘جس نے زیادہ دیا یا طلب کیایقیناًاس نے سود لیا‘ لینے اور دینے والا دونوں اس میں برابر ہیں۔ ‘‘
اس حدیث میں رسول اللہﷺ نے پوری طرح وضاحت فرما دی کہ ان ربویات میں زائد طلب کرنے والا اور ادا کرنے والا دونوں سودی ہیں۔ربا الفضل کی حرمت کو ثابت کرنے والی احادیث صحیح مسلم کے علاوہ صحیح بخاری‘ سنن الترمذی‘ سنن النسائی‘ سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی موجود ہیں۔ منکرین حدیث اور متجددین سے جب ان احادیث کا کوئی جواب نہیں بن پاتا تو وہ احادیث کی صراحت کو بعد کے راویوں کا اضافہ قرار دے کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دعویٰ کی دلیل چاہیے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ صحیح اور مرفوع احادیث ربا الفضل کی حرمت میں نص ہیں۔

سود کی خبا ثتیں
ویسے تو سود کی یہی خباثت سب سے نمایاں ہے کہ یہ ازروئے قرآن و سنت بدترین قسم کا حرام کام ہے اور جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوشحالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی (فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ) کا مفہوم سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

(1)محنت کی ناقدری اور سرمائے کی برتری
دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کاتعلق صنعت و حرفت سے ہو یا زراعت و تجارت سے ۔پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافے کا حق دار قرار پاتاہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔انسا نی محنت اگر ضا ئع بھی ہو جا ئے تب بھی سرمایہ دا ر اپنا سود چھو ڑ نے کو تیار نہیں ہو تا۔یہ صورتِ حال عقل ‘ منطق ‘ اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

(2)تہذیب و تمدن کا قتل
بظاہر سودی نظام معاشی تعمیر و ترقی کا ذریعہ ہے لیکن سو دی نظا م کا عملی اطلا ق (application ) دراصل انسانیت پر سر مائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرا فت ،ہمدردی ‘ رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جارہی ہے اور لالچ،حرص‘ لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤ ثر اور توانا جذبے بنتے جا رہے ہیں ۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تما م کما ئی ‘ وسا ئل‘ یہا ں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خود کشی پر اوراپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری ‘ بھوک ‘ افلاس سے کراہ رہا ہو یا بیروزگار اپنی زندگی سے بیزار ہو ‘ سود خور کی شقاوت و سنگدلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

(3) دوسرے کی کما ئی پر اجارہ داری
سو د خور محض ما ل دے کر بغیر کسی محنت و مشقت کے دوسروں کی کما ئی کے ایک معین حصے میں شریک ہو جا تا ہے ۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑ ھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مد ت) Long Term Period ) میں سود کی ادائیگی کی نذر ہو جا تا ہے ۔

(4)خود غرضی و مفاد پرستی
سود خو ر کو چونکہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے ‘چنا نچہ اسے کسی کا روبا ر کی ترقی یا مندی سے کو ئی دلچسپی نہیں ہو تی ۔ وہ انتہا ئی خو د غر ضی سے صرف اپنے منا فع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کسا د بازاری(Market Decline) کا اندیشہ ہو تا ہے تو فو راً اپنا روپیہ کھینچ لیتا ہے اور قلتِ سر ما یہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثر ات مر تب ہوتے ہیں ۔ سودخور کی خودغرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی و قومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اِس وقت کل بیرونی قرضہ 40 بلین ڈالر تک پہنچ چکاہے اور چند پاکستانیوں کی بیرونِ ملک بینکوں میں جمع شدہ رقم 100 بلین ڈالر سے زائد ہے۔مسلم ممالک پرکل بیرونی قرضہ اس وقت 700 بلین ڈالر ہے جبکہ مسلم ممالک کے امیر افرادکے 1000 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بینکوں میں رکھا ہواہے۔

(5) سو د ی قرضہ ۔نقصا ن کا پیش خیمہ
دنیا کا کوئی کا روبا ر ایسا نہیں ہے جس میں خطرا ت(risks) نہ ہوں ‘ لیکن کسی کاروبا ر کے لیے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کا رو با ر ی خطر ہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماًایک مقررہ شرح پر سود ادا کر نا ہو تا ہے ‘ خواہ کا رو با ر میں منافع ہو یا نہ ہو۔

(6) ناجائزمنا فع خو ری
سودی قر ضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے وا لے دیگر خطرا ت (risks) اور ادا ئیگیوں (payments) کے لیے وسائل کی فر اہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیا دہ رکھا جا تاہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کا رو با ر اپنے سرمائے سے کرتے ہیں ‘ حد سے زا ئد منا فع کما نے کا موقع میسر آجاتا ہے ۔

(7) مہنگائی میں اضافہ
اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات(risks)کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لیے خام مال فراہم کرنے والے ‘ اشیاء تیار کرنے والے ‘ اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے‘ سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کر رہے ہوں تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ tructural Adjustment Programmeکا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا‘ اور نتیجتاً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

(8)اشیاء کے کرائے میں اضافہ
سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہوجاتا ہے خواہ وہ زمین‘ دکان‘ مشینری‘کارخانہ یا ذرائع حمل و نقل ہی ہوں ‘ کیونکہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔اس کے علاوہ شکست و ریخت(wear&tear)کے اخراجات (depreciation) کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہوجاتی ہے۔

(9)محنت کشوں کا استحصال
منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینابھی ہے۔سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہوجاتے ہیں۔نتیجتاًمزدو روں کو اُن کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی جاتی ۔ مزدوروں میں کمی(downsizing) اور تنخواہوں میں کمی(cut short) کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔

(10)بے روزگاری میں اضافہ
بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز(Keynes)نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیتِ کار(productivity) کو بری طرح متاثر کرتاہے ۔سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بیروزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزومند ہوتے ہیں‘ انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر ایک میں سرمایہ حاصل کرکے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔پھر چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

(11) اشیاء کی طلب (demand) میں کمی
سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب(demand)اور رسد(supply)کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازار ی(Market Decline) کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

(12)بچتوں اور سرمایہ کاری پر منفی اثرات
سرمایہ کاری (investment)کا انحصار بچتوں پر ہے۔سود براہِ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والااضافہ لوگوں کی قوتِ خرید (purchasing power) کو متأثر کرتا ہے‘ جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں 1965 ء میں شرحِ سود 5 فیصد اور بچتوں کی شرح 13 فیصد تھی۔ اس کے برعکس 1985ء میں شرحِ سود 16 تا 17 فیصد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فیصد تھی۔بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔

(13) سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر
سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جاسکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھاکر چھوڑنے پڑتے ہیں۔اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر(exploration)رک جاتی ہے۔

(14) پیدا وار کی تحدید
منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری (Market Decline) کا خطر ہ رہتا ہے۔اس خطرے کو ٹالنے کاایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیا ء کی پید اوار کو محدود کیا جائے۔اس مقصد کے لیے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا جس سے منافع کی بلند ترین سطح ممکن ہو سکے۔ امریکہ میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیدا وار کو کم کرنے پر خرچ کیے جاتے ہیں ۔ چونکہ اتنی بڑی رقم فاضل نہیں ہوتی ‘چنانچہ یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے ۔انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیاد ہ عبرتناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

(15) سر مائے کی وافر فر اہمی کو روکنا
سر مایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہو تا ہے کہ سر مایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔ اس مقصدکے لیے Bank Reserveکا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔جس قدر Reserve زیا دہ ہو گاسر مائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہو گی ۔مزید یہ کہ بے روز گاری اور قیمتوں میں اضا فے سے بچتوں پر منفی اثر ہو تا ہے‘ جس سے سر مائے کی فرا ہمی ویسے ہی محدود ہوجاتی ہے ۔

(16)حکو مت کے آمدنی سے زیادہ اخرا جا ت
سر ما یہ دا ر طبقہ اپنے مفا دات کے تحفظ کے لیے حکو متوں کوباور کراتاہے کہ کسا د بازاری (جو کہ سود کا ہی استحصا لی مظہر ہے ) میں اضافہ حکومت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو رو ز گا ر مہیا کرنے اور ان کی قوتِ خرید بڑھانے کے لیے حکو مت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہئیں ۔دنیا کی بیشتر حکو متیں ( بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں۔ اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لیے انہی سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لیے جاتے ہیں ‘جن کا بو جھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتاہے۔

(17)افراد ‘ تعمیری اداروں او ر ملکی آمدنی کے کثیرحصے پر سر ما یہ داروں کاقبضہ
حکو متوں کو اپنے جا ل میں پھا نسنے کے بعدسر ما یہ دا ر طبقہ انہی حکو متوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنا لیتا ہے ۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری ادا روں کی آمدنی کے ایک کثیرحصے کا مالک بن جا تا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیرحصہ پر بھی قابض ہو جا تا ہے جوقرضو ں پر سود کی شکل میں حکو متوں کو ادا کر نا پڑتاہے۔ اس طرح ہرسا ل کھر بوں رو پیہ قرض لیا جا تا ہے اور اربوں رو پیہ سود ادا کیا جا تا ہے ۔

(18) ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ
حکومت وسائل کی کمی کو پو را کر نے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اورلازمی سہو لیا ت (utilities) کی قیمتو ں میں اضا فہ کر کے وسائل کا حصو ل نسبتاً آ سا ن ہوتا ہے ۔ لہٰذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بو جھ بھی عا م آدمی پر ڈا ل دیا جاتاہے۔

(19) گردشِ دولت پر منفی اثرا ت
اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت (Circulation of Wealth) کے عمل کا بہترہو نا اور جاری رہنا ضرو ری ہے ۔ یعنی مر دہ ما ل(Dead Money) کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال( Active Money) زیا دہ سے زیا دہ ۔مگر سود کے استحصا لی مظا ہر کی وجہ سے د ولت چند ہا تھو ں میں مقید ہو جاتی ہے ۔ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کوسامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں‘ جس سے گر دشِ دولت کا عمل متأثر ہو تا ہے اور معاشی شرح افزا ئش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرا ت مر تب ہوتے ہیں ۔ پاکستان میں معاشی شرحِ افزائش 1980ء میں 6.5فیصد تھی۔ 1988ء میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990ئمیں یہ شرح 4.6فیصد ہو گئی ۔اوراب عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ مزید تعاون کے نتیجے میں یہ شرح صرف 3.3 فیصدرہ گئی ہے۔

(20)ملک و قوم کے لیے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی
سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگرچہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یاجو رائج الوقت شرحِ سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔چنانچہ وفاقی بجٹ برائے سال 2003 - 2002ء میں تعلیم کے لیے بجٹ کا ایک فیصد ‘ صحت کے لیے 0.3فیصد اور سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے 39فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

(21) اجتما عی بہبود پر تبا ہ کن اثرا ت
سودی معا شی نظا م میں سود خو ر و ں کی ایک قلیل تعدا د کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہو تی ہے۔ لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہو تا ہے۔ملک و قوم کے بیشتر وسائل ان کے استعما ل میں ہو تے ہیں۔مارکیٹ میں سر ما ئے کی فر ا ہمی محض ان کے ہاتھو ں میں مقید ہو تی ہے۔ قیمتوں کا اتا ر چڑھا ؤ ان ہی کے رحم و کرم پر ہو تا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثر یت کو خطرات میں ڈا ل کر‘ ان کی محنت و مشقت کے ثمرا ت کوغصب کر کے اور انھیں بنیا دی ضروریا ت کی فرا ہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جا تا ہے۔ یو ں ایک عظیم اکثر یت کی بدحا لی کچھ لو گو ں کی خو شحا لی کا ذریعہ بنتی ہے ۔ بقول اقبال : ؂
ظاہر میں تجارت ہے ‘ حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا‘ لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات!

(22) معا شر تی عدم استحکا م
سود کی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب‘ غریب تر اور امیر‘ امیر تر ہو تے چلے جاتے ہیں ۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی: ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔معا شی استحصا ل کی وجہ سے ایک عظیم اکثر یت غر بت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہو تی ہے ۔ اس

غیر منصفانہ تقسیم دولت
(Unequal Distribution of Wealth) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (Class Distribution) پیدا ہوتی ہے ‘جو شدت اختیار کرکے ایک طبقا تی کشمکش (class conflict)کوجنم دیتی ہے۔ سود خو ر سر ما یہ دا روں اور عو ام النا س کے مفا د ات میں تضادا ت کی وجہ سے انتشا ر کی کیفیت پیدا ہو تی ہے جس سے ملک بدا منی کا شکا ر ہو جا تا ہے ۔ چوریاں ‘ ڈاکے ‘ اغوا ‘ قتل و غارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔چنا نچہ ارجنٹائن میں بدامنی اور انتشا ر کی کیفیت اور امریکہ ‘ آسٹریلیا اور یو رپ میں عالمی ما لیا تی ادا روں کے خلاف زبردست اور پرتشددمظا ہر ے اسی بد امنی کا مُنہ بو لتا ثبو ت ہیں ۔

(23)کمیو نزم کی مصیبت
سودی استحصا ل کے خلا ف جب محروم طبقا ت آوا ز اٹھا تے ہیں توسود خو ر انتہا ئی مسکین صورت اختیا ر کر لیتے ہیں اور منا فع کوجو کہ سود کے استحصا ل کا ظا ہری مظہر ہے‘ تمام معا شی برا ئیو ں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں ۔نتیجتاًسر ما یہ دا ر ی کے خلا ف ردّعمل سود کے خلا ف مؤ ثر اقدا م کے بجا ئے کمیونزم کی را ہ اختیا ر کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کر نے کے لیے ہر قسم کی ذا تی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے ۔تمام چیزیں بشمول زمین‘ مکان ‘ دکا نیں ،کا رخا نے وغیر ہ قو میا( Nationalize کر) لیے جا تے ہیں ۔مگر لطیفہ یہ ہے کہ بینکو ں میں پڑی سود خوروں کی رقم نہ توقومیا ئی جا تی ہے اور نہ اس پر سود کی ادا ئیگی بند ہو تی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کرلیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہو سکیں گی۔ گو یا قصو ر سرمایہ دار کر تا ہے اور سزا سب انسا نو ں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری ‘ سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کرکے جبری مساوات کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(24)بین الاقوامی کشید گی میں اضافہ
ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روز گاری کو ختم کر نے کے لیے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کرنسی کی قدر میں کمی (devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے ‘تاکہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقا بلے میں کم کرکے بر آمدات میں اضافہ کیا جائے۔ مگر چونکہدیگر ممالک بھی اس عمل کوا ختیا ر کر نے کی کوشش کر تے ہیں ‘لہٰذا کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا ۔ اس کے نتیجے میں بسا اوقات مختلف ممالک کے در میان کشیدگی(tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی سی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

(25)عبرتناک بے بسی
سر ما یہ دارا نہ سودی نظا م سے متأثر ما ہر ین معا شیا ت موجودہ معا شی تبا ہ کا ر یو ں کا علا ج اور حل پیش کرنے سے قاصرہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمہ سود ختم کیے بغیر ممکن نہیں۔ مگر چو نکہ سود کو دور کر نا انہیں منظو ر نہیں‘ اسی لیے ٹھو کروں پر ٹھو کریں کھا تے چلے جا تے ہیں ۔ان کے تجویز کردہ بے روز گا ری کے تما م علا ج گر انی بڑ ھا نے وا لے اور گرا نی کے تمام علا ج بے روز گا ری بڑ ھا نے وا لے ہیں ۔ لہٰذا عصرِ حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرینِ معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرتناک بھی۔

(26) سب سے بڑا خسارہ
شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دو دھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہوجاتی ہیں۔سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر عیش تو کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہوجاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔پھر حدیثِ نبوی ؐ کے مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے(مسند احمد)۔ دوسری طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکرنہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بیگانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیثِ نبوی ؐ ((کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنُ کُفْرًا))(۱) ( قریب ہے کہ فقر ‘ کفر تک پہنچ جائے) کے مصداق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

اعتراضات وجوا بات

پہلا اعتراض :سورۃ البقرۃ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لیے ہے ‘نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تا جروں کے لیے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔
جواب :سورۃ البقرۃ آیت 278میں حکم ہے کہ: (وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا) ’’چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے‘‘۔ اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے‘ بلکہ ہر قسم کے رباکی ممانعت کردی گئی ہے۔ آیت280میں فرمایا گیا :’’ قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو‘‘۔ اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگدست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو‘ درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا صنعت کا ر کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا ما ل کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لیے ممکن نہ ہو ۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لیے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو ۔ فقراء اور مساکین کے لیے تو زیادہ مناسب ہے کہ (اَنْ تَصَدَّ قُوْا خَےْرٌ لَّکُمْ) کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔
رباکی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرۃ میں نازل ہو ئیں ا ن میں سے آیت279 میں فر مایا گیا :(لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ) ’’نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے‘‘۔ لہٰذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے نوعِ انسانی پر ظلم ہو تا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بینک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں ؟ نہیں‘ بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں ۔ لہٰذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اورغرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں ۔ پھر کیا قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بینک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں؟ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بینک)کے نفع کی ضمانت ہو اور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔
بینک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔مثلاً حکومت بینکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصّہ دفاع اور غیرترقیاتی کاموں کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح عام شہری بھی بینکوں سے مکانات کی تعمیر ‘ سواریوں کے حصول ‘ گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسومات وغیرہ کے لیے قرض لیتے ہیں۔
دوسرا اعتراض :سورۂ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چوگناسودنہ لو۔ گویا منا سب سود لینا جائز ہے۔
جواب :سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت جنگِ اُحد کے بعد3ہجری میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دَور کے لیے تھا۔ سود کی ممانعت کا حتمی حکم 9ہجری میں سورۃ البقرۃ آیات 280-275 میں نازل ہوا۔سورۂ آل عمران کی اس آیت میں عبوری دَور کے لیے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود دَر سود لینا چھوڑ دو ۔ کسی ایسے حکم کو جو عبوری دَور کے لیے ہو ‘قانون یا دلیل نہیں بنایا جا سکتا ۔ مثلاً شراب کی حرمت کے حوالے سے کوئی سورۃ النساء کی آیت 43(لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی) ( نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو)کو دلیل نہیں بنا سکتا کہمیں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نمازکے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا ۔سود کی ممانعت کے حوالے سے حتمی حکم سورۃ البقرۃ آیت 278میں ہے کہ: (وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا) ’’جو کچھ سود میں سے رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو‘‘ ۔ قرض دار صرف اصل زر (principal) واپس لینے کا حق دار ہے‘ جیسا کہ سورۃ البقرۃ آیت 279 میں فرمایا گیا:(فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُم)یعنی تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے ‘جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا:(لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ) ’’نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے‘‘۔
مزید برآں آیت میں ’’بڑھتا چڑھتاسود نہ لو‘‘ کے الفاظ مرکب سود کی شناعت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لیے۔ سورۃ المائدۃآیت44میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ’’میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو‘‘۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں خواہ کتنی ہی دنیا کمالی جائے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینا حرام اورزیادہ قیمت لینا جائز ہے۔
سورۂ آلِ عمران آیت130 کو دلیل بنا کر اگر کوئی سودِ مفرد کوجائزسمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں ‘کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سودِ مرکب ہی کی صورت پیدا ہوجائے گی ۔
تیسرا اعتراض : بینکوں کا کام ربا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آ تا ہے ‘جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔
جواب:بینک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں ۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے‘ نفع کے حصول کے لیے ذہنی و جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشہ(risk) ہوتا ہے۔ بینک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بینک دیے گئے قرض پرلازمی اضافہ کا طلب گار ہوتا ہے اوریہی ’’ربا‘‘ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے الجامع الصغیر سے ربا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبوی ؐ ‘نقل کیا ہے:
((کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبَا )) ’’قرض پر لیا گیا اضافہ رِباہے۔ ‘‘
لہٰذا بینکوں کا کام بیع نہیں بلکہ رباکے زمرے میں آ تا ہے ۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بینکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔جو لوگ جانتے بوجھتے بینک کے ربا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورۃ البقرۃ آیت 275میں اس طرح سے آیا ہے :(قَالُوْآ اِنَّمَا الْبَےْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا) ’’انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو ربا کی طرح ہے‘‘۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَےْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) ’’اوراللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے‘‘۔اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو ’’کَفَّار‘‘ کہا گیا ہے۔لہٰذا بقول مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔
چوتھا اعتراض : تجارتی / صنعتی قرضوں پر سود ربا کے زمرے میں نہیں آتا ۔
جواب :قرض تجارتی ہو ‘ صنعتی ہو یا ذاتی ضرورت کے لیے ہو‘اگر اس کے معاملے میں مقروض سے اضافہ وصول کیا جا رہا ہے تو یہ رباہے اور مقروض پر ظلم ہے۔ صرفی قرضوں کی طرح تجارتی اور صنعتی قرضوں میں بھی دو اعتبارات سے ظلم کا اندیشہ ہوتا ہے:
1۔جو صنعت کار یا تاجر بینک سے سودی قرض لیتے ہیں وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں ۔ اس سے جو مہنگائی ہوتی ہے اس کا بوجھ صارفین پر آتا ہے۔
2۔ صنعتی یا تجارتی قرض لینے والے کو بعض اوقات نقصان ہو جاتا ہے ‘لیکن اسے بینک کو قرض کے ساتھ لازمی اضافہ پھر بھی ادا کر ناپڑتا ہے جو کہ ظلم ہے۔
پانچواں اعتراض :اللہ تعالیٰ بھی فر ماتا ہے کہ مجھے قرض دو ‘ میں تمہیں بڑھا چڑ ھا کر لوٹاؤں گا ۔
جواب:اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔اللہ نے اپنے لیے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لیے بندوں کو حکم دیتاہے کہ فاضل سر ما یہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوعِ انسانی کے لیے رحمت کا سامان کرے گا ‘ لہٰذااللہ اس خرچ کو اپنے ذمہ قرض قرار دے کرگویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روزِ قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا ۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا‘ جبکہ دنیا میں جو لوگ سودلیتے ہیں وہ در حقیقت نوعِ انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔
چھٹا اعتراض : ربا کے فیصلے کو حکومتی مشینری کے ذریعے نا فذ کر نا سنت نبوی ؐ کے خلاف ہے۔
جواب :مفتی محمد شفیع صاحب ؒ نے معارف القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریمﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں سودکی حرمت کے قانون کو رائج کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قانون پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح و فلاح کے لیے ہے ‘لہٰذا اس کا اطلاق نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں پر بھی ہوگا۔ آپ ؐ نے فوری طور پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کے سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ سود کی ممانعت کے لیے ریاستی مشینری کا استعمال سنت کے خلاف ہے۔
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ؒ نے تفہیم القرآن میں بیان فرمایا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت 279 کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔عرب کے جو قبیلے سود کھاتے تھے ‘ اُن کو نبیﷺ نے اپنے عُمّال کے ذریعے آگاہ فرما دیا کہ اگر اب وہ اس لین دین سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خودمختاری دی گئی تو معاہدے میں تصریح کر دی گئی کہ اگر تم سودی کاروبار کرو گے تو معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہمارے تمہارے درمیان حالتِ جنگ قائم ہو جائے گی۔ آپ ؐ نے جب اہلِ طائف سے امن کا معاہدہ کیا تو اس میں سودی لین دین کے خاتمے کی شرط لگائی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے ( ابن کثیر)۔
ساتواں اعتراض :نبیﷺ کے زمانے اور ہمارے زمانے کے سود میں فرق ہے۔ اُس زمانے میں کاروباری سود نہ تھا۔
جواب :اسلام جب کسی شے کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں۔چنانچہ کیا شراب کی نئی اقسام ‘جوئے کے نئے طریقے ‘ فحاشی کی جدید شکلوں اورسُوَروں(pigs) کی نئی اقسام کو صرف اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ نبیﷺکے زمانے میں یہ سب موجود نہ تھے؟البتہ نبیﷺ کے زمانے میں بھی کاروبار ی مقاصد کے لیے سودی قرضوں کا لین دین ہوتا تھا۔طائف کے علاقے میں یہ کاروبار بہت پڑے پیمانے پر ہوتا تھا۔نبی کریمﷺ کی نبوت کے ظہور سے قبل حضرت عباس بن عبدالمطلب ‘ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سود پر کاروباری قرضے دیا کرتے تھے۔
آٹھواں اعتراض : باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔
جواب :قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر ( چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لیے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلا ل وحرام ہونے کا معیار نہیں۔کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر
ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتاہے؟
نواں اعتراض :قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ’’ربا‘‘کہلاتاہے۔
جواب :یہ ربا کی خود ساختہ تعریف ہے کہ’’ قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربا کہلاتاہے‘‘۔ قرض پر لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ رباہے اور اس کا مہلت سے کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ البقرۃ آیت 279 میں فرمایا گیا: (وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ
رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ) یعنی اگر تم سود سے توبہ کرلو تو تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اس سے قبل نبی اکرمﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: ((کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبًا)) (قرض پر لیا گیا اضافہ رباہے)۔ اس ارشادِ نبویﷺ کی روشنی میں فقہاء نے ربا کی تعریف یوں بیان کی ہے :
ھُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْہِ الْاَجَلُ وَ زِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ
’’ ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا‘‘ ۔ ( امام جصّاص فی احکام القرآن)
دسواں اعتراض : رباکے بارے میں شرعی عدالت کا فیصلہ نا قا بلِ عمل ہے اوریہ ملک میں انارکی کا باعث ہوگا ۔
جواب : یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا رباکے حوالے سے فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت کے مطابق فیصلے کا نفاذ نا قابلِ عمل ہے‘ شریعت پر عدم اعتماد اور کلمۂ کفر ہے۔ سورۂ آلِ عمران آیت 130 میں سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں حرمتِ سود کا حکم نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر قرآن امام قرطبی ؒ کا قول ہے: ’’سود کو حلال سمجھنے والے مرتد اور صرف لینے والے اسلامی حکومت کے باغی ہیں‘‘۔ لہٰذاسود کے خاتمہ سے متعلق قرآن وحدیث کے احکامات کو ناقابلِ عمل کہنا نہ صرف کفر ہے‘ بلکہ انسانوں کی طرف سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا اعلان ہے۔
سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی ‘بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ کی وجہ سے زمین اور آسمان سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ظاہر ہوں گی (المائدۃ آیت66)۔ مسلمانانِ پاکستان کی اکثریت کی بے عملی کی وجہ دین کے احکامات سے بغاوت نہیں بلکہ لاعلمی اور غفلت ہے۔ اگر تسلسل کے ساتھ تمام ذرائع ابلاغ سے سود کی حرمت ‘ دنیا میں سود کی وجہ سے ظاہر ہونے والی خباثتیں اور آخرت میں اس گناہ کی بری سزا سے آگاہ کیا جاتا رہے تو لازماً لوگوں کی دینی غیرت بیدار ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کرلیں گے۔
سود کے خاتمہ سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ کئی طرح کے مسائل حل ہوں گے۔ مثلاً وفاقی بجٹ برائے سال 2003 - 2002ئمیں اندرونِ ملک سود کی ادائیگی کے لیے 191.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جوکہ کل بجٹ کا25.8فیصد ہیں۔ اگر سودی لین دین کو ختم کردیا جائے تو ہم کتنے بڑے قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں گے اوربجٹ کا 162ارب کا خسارہ نہ صرف پورا ہو جائے گا بلکہ اضافی رقم بھی دستیاب ہوگی۔
گیارہواں اعتراض : علمائے کرام متبادل کے طور پر بلاسود معیشت کا ایک نظام قائم کرکے دکھائیں۔
جواب : غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے گزشتہ برسوں میں حکومتِ پاکستان کی زیرِ نگرانی کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں‘جن کی تیار کردہ رپورٹس حکومت کے پاس موجودہیں۔ان کمیٹیوں میں علمائے کرام اور ماہرین معیشت دونوں شامل تھے۔ لہٰذا نظری سطح پر علماء و ماہرین نے حکومت کوغیر سودی معیشت کے نظام کے لیے رہنمائی فراہم کر دی ہے۔
جہاں تک غیر سودی معیشت کے نظام کے عملی نفاذ کا تعلق ہے تو یہ نظام حکومت کے زیرِ نگرانی ہی قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس کی حسبِ ذیل وجوہات ہیں :
(i) اگر سرکاری سرپرستی میں سودی نظام جاری رہے اور غیر سرکاری طور پر غیر سودی نظامِ معیشت کو چلانے کی کوشش کی جائے تو یہ تجربہ ناکام ہوجائے گا۔غیر سودی معیشت میں نفع کے ساتھ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے ‘ لہٰذا عوام کی اکثریت کے سرمائے کا رُخ سودی معیشت کی طرف ہی ہوگااور غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والا غیر سودی نظام ناکام ہوجائے گا۔
(ii) عوام الناس کی اکثریت سرکاری نگرانی میں قائم نظام پر اپنے سرمائے کی حفاظت کے حوالے سے زیادہ اعتماد کرتی ہے۔ غیر سرکاری مالیاتی کمپنیوں نے ماضی میں عوام کے اعتماد کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔ لہٰذااب غیر سرکاری طور پر کسی مالیاتی نظام کو چلانا تقریباً ناممکن ہے۔
(iii) حکومت ہی کے اختیار میں وہ تمام وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعے خیانت اور دھوکہ دہی کی کوششوں کو روکا جاسکتا ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لا کر سزا دی جاسکتی ہے۔
(iv) سود کا انسداد ازروئے قرآن و سنت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لہٰذا حکومت اس کی ذمہ داری صرف علمائے کرام پر نہیں ڈال سکتی ۔ دستورِ پاکستان کی دفعہ37 حکومتِ پاکستان کو پابند کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کی معیشت کو سود سے پاک کرے۔ جب ملک میں دیگرتمام اجتماعی نظام حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں تو اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں غیر سودی معیشت کا نظام بھی نافذ کرے۔
بارہواں اعتراض : جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔
جواب : یہ بات درست ہے کہ احکاماتِ شریعت پر عمل ‘ خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو‘تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔اسی لیے قرآن کریم میں جب بھی احکاماتِ شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقویٰ کی تلقین کی جاتی ہے۔ البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقو یٰ پیدا کرنے کی اوّلین ذمہ داری حکومت کی ہے۔سورۃ الحج آیت 41میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :
’’اگر ہم اُن ( اہلِ ایمان)کو زمین میں حکومت عطا کردیں تو وہ نماز قائم کریں گے ‘ زکوٰۃادا کریں گے ‘ نیک کاموں کاحکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے ۔‘‘
جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے والی نئی نئی اسکیموں کی نشر و اشاعت کررہی ہو تو افراد میں ایمان و تقویٰ کیسے پیدا ہوگا! ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اورباغی نہیں‘ بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لا علمی ہے۔اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں احکاماتِ شریعت ‘ ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خداخوفی اور دین داری پیدا ہوگی اور معیشت سمیت ہر شعبے میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہوگی۔
تیرہواں اعتراض : سود اصل میں افراطِ زر(inflation) کی وجہ سے روپے کی قدر(value) میں کمی کی تلافی کا ذریعہ ہے۔
جواب : دراصل افراطِ زر کی بنیادی وجہ بھی سود ہی ہے۔جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ سود ہی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ اور لوگو ں کی قوتِ خرید میں کمی واقع ہوتی ہے۔پھر یہ سود ہی ہے جو سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرکے اشیاء کی پیدائش (production) پر قدغن لگا تا ہے‘ جس سے رسد supply)) میں کمی آتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے ۔ چنانچہ سود کے خاتمے کے بغیر افراطِ زر کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔
بعض ماہرین کی رائے تھی کہ عمومی اضافے(General Indexation) کے ذریعے افراطِ زر کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے ۔لیکن یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جن ملکوں نے افراطِ زر کا علاج عمومی اضافے(General Indexation) میں سمجھا انہیں کامیابی تونہ ملی مگروہاں افراطِ زر میں اور اضافہ ہی ہوا ۔
یہ بات قابلِ غور ہے کہ افراطِ زر صر ف قرض خواہ کو متأثر نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی متأثر کرتا ہے۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ تمام متأثرین کو تحفظ دیا جائے۔ لیکن اعتراض کرنے والے صرف سود خور سرمایہ داروں کے مفادات کا رونا روتے ہیں۔پھر سوچنے کی بات ہے کہ کیا افراطِ زر مقروض کے کسی عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ سود لے کر اسے ہی سزا دی جائے؟ روپے کی قدر میں کمی کا سہارا لے کر جو لوگ سود خوری کا جواز فراہم کرتے ہیں کیاوہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب قیمتوں میں کمی واقع ہوجائے توقرض دار سے کم رقم وصول کریں ؟
بلا سود قرض دینا ہمارے دین میں ایک نیکی ہے اور اگر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے قرض خواہ کو نقصان ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا بھی اجر ملے گا۔ البتہ اگر قرض خواہ روپے کی قدر میں کمی کے نقصان سے بچنا چاہتا ہو تو علماء نے اس کا حل یہ تجویز کیا ہے کہ قرض روپے کے بجائے کسی ایسی جنس‘ مثلاًسونے یا چاندی کی صورت میں دے دیا جائے‘ جس کی قدر مستحکم ہو۔

لائحۂ عمل
عوام الناس کے لیے لائحہ عمل

(1) سودی معاملات میں براہِ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہِ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔بینک اکا ؤنٹ رکھنا ضروری ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرزاستعمال کریں۔کسی کاروبار‘ تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لیے سودی قرض نہ لیں۔
(2) اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جارہا ہے‘ اس کا کفارہ اس طرح ادا کریں کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ عوام الناس کو سود کی حُرمت اور خباثتوں سے آگاہ کریں اوراس حوالے سے ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات کودور کرنے کی کوشش کریں۔
(3) کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہو۔اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتد بہ تعداد میسر آجائے ،منظم احتجاج‘ سول نافرمانی اور اہم شاہراہوں اور حکومتی اداروں کا پُر امن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمہ پر مجبور کر دیا جائے۔ سپریم کورٹ کے 24جون2002ء کے فیصلے نے ثابت کردیا ہے کہ اس ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ایک عوامی انقلابی تحریک کے بغیر ناممکن ہے ۔
حکومت کے لیے لائحہ عمل
(ا) اصولی اقدامات
(1) حکومت پاکستان سود سے متعلق سپریم کورٹ کے 24جون 2002ء کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھنے کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرے اور ملک سے سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مناسب مہلت حاصل کرلے۔
(2) دستورِ پاکستان سے وہ جملہ ترامیم فوری طور پر ختم کردی جائیں جو بلا سودی معیشت کے قیام کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔
(3) ’’کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی‘‘ کو مؤثراور فعال بنایا جائے‘ حسبِ ضرورت اس میں مزید ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور اب تک مختلف کمیٹیوں نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے جو سفارشات دی ہیں ‘ ان کی روشنی میں عملی اقدامات کیے جائیں۔
(4) رِبا کی حرمت ‘ اس کی خباثت اور اس حوالے سے اشکالات کے جوابات کو آیاتِ قرآنیہ ‘ احادیث نبویہ ؐ اور عقلی دلائل کی روشنی میں جملہ ذرائع و ابلاغ کے ذریعے نشر کیا جائے‘ تاکہ لوگ سود کو چھوڑنے اور اس سلسلہ میں کسی فوری منفعت کے نقصان کو برداشت کرنے کے لیے ذہناً و قلباً آمادہ ہو سکیں۔
(5) سرمائے یا نقد پر ربا کی لعنت کو با لکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جاسکتا جب تک زراعت کو بھی ربا سے پاک نہ کردیا جائے۔ لہٰذاجاگیر داری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمہ کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔
(ب) فوری عملی اقدامات
(1) صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں پر سود فوری طور پر ختم کردیا جائے ‘اس لیے کہ اس سے آمدن اوراخراجات پر من جملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
(2) نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا‘ ریلوے‘ PTCL وغیرہ کو جو قرضے حکومت نے دیے ہیں ‘انہیں فوری طور پر ایکویٹی میں تبدیل کردیا جائے۔
(3) حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے کھاتوں ‘ بانڈز‘ سرٹیفکیٹس اور سیکیوریٹیز وغیرہ پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر (principal)کی ادائیگی کے لیے مناسب لائحۂ عمل کا اعلان کیا جائے۔
(4)سرکاری ملازمین کو مکان‘ کار یا موٹر سائیکل کی خرید کے لیے دیے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور پراویڈینٹ فنڈ (GPF) پر سود دینے کو فوراً ساقط کردیا جائے ۔
(5) بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لیے Debt- Equity Swap کا طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے( اس طریقہ میں غیر ملکی حکومتوں / اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں ‘جس کے لیے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زر مبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔اس کے لیے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔
(6) تجارتی بینکوں کے لیے اجازت ہو کہ وہ real investment اور trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کرسکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔
(7) اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص (shares)کی صرف حقیقی خریدو فروخت (real trading)کی اجازت دی جائے۔
(8) بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔